96576 ـ خاوند ملازمت كرنے پر مجبور كرتا اور كسى دوسرى عورت سے شادى كرنا چاہتا ہے كيا وہ طلاق طلب كر لے ؟

سوال

میری خالہ یا پھوپھی کا خاوند دوسری شادی کی اجازت مانگتا ہے، اس نے بتایا ہے کہ عنقریب شب زفاف منائےگا، مشکل یہ درپیش ہے کہ میری پھوپھی یا خالہ اپنی بیماری کی بنا پر پچھلے چند برس ملازمت نہیں کر سکتی تھی لیکن خاوند اسے ملازمت پر مجبور کرتا رہا، اور خاوند خود بھی ملازم ہے لیکن وہ اپنی بیوی کی ساری تنخواہ بھی لے کر اسے تھوڑی سی رقم دیتا ہے، اس نے کہا کہ وہ نہ تو گھر کا کرایہ ادا کریگا اور نہ ہی کھانے پینے کے اخراجات اس لیے اسے زیادہ کام کرنا چاہیے اور کام اس کی بیماری کا سبب بنتا ہے.
میری خالہ یا پھوپھی ہی سارے اخراجات برداشت کرتی ہے، اور خاوند کہتا ہے کہ اس کے پاس مال نہیں، حالانکہ وہ ساری رقم اور مال دوسری بیوی کے گھر اور اس کی رخصتی پر خرچ کرنا چاہتا ہے، ہم نے خالہ یا پھوپھی کو کہا ہے کہ وہ اس سے بھاگ کر ہمارے پاس آ کر رہائش اختیار کرلے.
اور یہ پہلی بار نہیں کہ وہ دوسری شادی کر رہا ہے اور ہماری خالہ یا پھوپھی کا خیال نہیں کرتا، لیکن میری خالہ یا پھوپھی کہتی ہے کہ وہ اسے ایك اور موقع دینا چاہتی ہے کیا ہمارے لیے حرام ہے کہ ہم خالہ یا پھوپھی کو کچھ عرصہ اپنے پاس رہنے پر ابھاریں، اور اس سے طلاق حاصل کر لے ؟
ہمیں خدشہ ہے کہ وہ اور زیادہ بیمار نہ ہو جائیں، کیا طلاق ان کا حق نہیں ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند پر واجب کیا ہے کہ وہ بیوی کو رہائش و لباس مہیا کرے، اور اس کے سارے اخراجات برداشت کرے، اور اللہ اللہ عزوجل نے یہ سب بیوی کے حقوق بنائے ہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اپنی طاقت کے مطابق تم جہاں خود رہتے ہو ان عورتوں کو بھی وہیں رکھو الطلاق (6).

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اور خاوند پر لازم ہے كہ وہ اپنى بيوى كو بقدر استطاعت اپنى طاقت كے مطابق رہائش دے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور تم اپنى استطاعت كے مطابق ان عورتوں كو وہيں ركھو جہاں خود رہتے ہو الطلاق (6).

ديكھيں: المحلى (9 / 253).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" خاوند پر بيوى كو رہائش دينا واجب ہے اس كى دليل اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

انہيں اپنى استطاعت كے مطابق رہائش دو جہاں تم خود رہتے ہو.... .

چنانچہ جب مطلقہ عورت كو رہائش دينا واجب ہوا تو پھر جو نكاح ميں ہو اسے رہائش دينا تو بالاولى واجب ہوگا، اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور ان كے ساتھ اچھے طريقہ سے بودوباش اختيار كرو .

اور معروف ميں يہ بھى شامل ہے كہ بيوى كو رہائش دى جائے، اور اس ليے بھى كہ لوگوں كى نظروں سے محفوظ رہنے كے ليے عورت كو گھر اور رہائش كى ضرورت ہے، اور اس ليے بھى كہ كام كاج اور استمتاع اور سامان كى حفاظت كے ليے بھى گھر كى ضرورت ہے "

ديكھيں: المغنى (9 / 237).

معاويہ بن حيدہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ايك شخص نے دريافت كيا كہ عورت كا خاوند پر كيا حق ہے ؟

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب تم خود كھاؤ تو اسے بھى كھلاؤ، اور جب تم خود لباس پہنو تو اسے بھى پہناؤ، اور اس كے چہرہ پر مت مارو، اور نہ ہى اسے قبيح و بدصورت كہو، اور گھر كے علاوہ كہيں نہ چھوڑو "

سنن ابو داود حديث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1850) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب حديث نمبر (1929) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس میں بیوی کے لیے نان و نفقہ اور لباس کا وجوب پایا جاتا ہے، اس میں کوئی حد معلوم نہیں، بلکہ یہ تو معروف اور اچھے انداز میں خاوند کی استطاعت و جدیت کے مطابق ہوگا اور پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیوی کا حق قرار دیا ہے تو یہ خاوند پر لازم ہوگا، چاہے خاوند موجود ہو یا غائب اور اگر وہ نہیں پاتا تو یہ اس پر اسی طرح قرض ہوگا جس طرح باقی حقوق زوجیت کی ادائیگی ہوتی ہے.

دیکھیں: معالم السنن علی ہامش المنذری (3 / 67 - 68).

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" عورتوں کے بارہ میں اللہ کا تقوی و ڈر اختیار کرو، تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے، اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے، اور ان عورتوں کا لباس اور کھانا پینا تم پر اچھے طریقہ سے واجب ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1218).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں بیوی کے نان و نفقہ اور اس کی رہائش کا وجوب پایا جاتا ہے، اور یہ چیز بالاجماع ثابت ہے "

دیکھیں: شرح مسلم نووی (8 / 184).

دوم:

ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے شخص کو اللہ کا تقوی اختیار کرتے ہوئے بیویوں کے نان و نفقہ اور لباس و رہائش اور رات بسر کرنے میں عدل و انصاف کرنا چاہیے، اور اس کے لیے جائز نہیں کہ بیویوں کے مابین تقسیم میں ظلم سے کام لے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" رہا نان و نفقہ اور لباس میں عدل و انصاف کا مسئلہ تو اس میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنا سنت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نفقہ میں بھی اپنی بیویوں کے مابین عدل کیا کرتے تھےجس طرح تقسیم میں عدل کرتے حالانکہ لوگوں میں یہ تنازع ہے کہ آیا یہ تقسیم آپ پر واجب تھی یا کہ مستحب تھی ؟

اور اس ميں بھى تنازع كرتے ہيں كہ آيا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم پر نان و نفقہ ميں عدل كرنا واجب تھا يا كہ مستحب ؟

كتاب و سنت كے مطابق اس كا وجوب زيادہ معلوم ہوتا ہے.

ديكھيں: مجموع الفتاوى (32 / 269).

اور پھر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ايك سے زائد بيوياں ركھنے والے كو كسى ايك بيوى پر ظلم كرنے سے اجتناب كرنے كا كہا ہے.

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس كى دو بيوياں ہوں اور وہ ان ميں سے كسى ايك كى طرف مائل ہو تو كل قيامت كے دن وہ اس حالت ميں آئيگا كہ اس كى ايك طرف قائل ہو گى "

سنن ترمذى حديث نمبر (1141) سنن ابو داود حديث نمبر (2133) سنن سنائى حديث نمبر (3942) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1969) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام (3 / 310) اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے ارواء الغليل (7 / 80) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

امام شافعى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى سنت اس پر دلالت كرتى ہے اور عام مسلمان علماء بھى اس پر ہيں كہ: مرد كے ليے اپنى بيويوں كے مابين دن اور رات كى تعداد تقسيم كرنا واجب ہے، اور اسے چاہيے كہ وہ اس ميں عدل و انصاف سے كام لے، اس كے ليے اس ميں ظلم كرنے كى اجازت نہيں "

ديكھيں: الام (5 / 158).

اور ان كا يہ بھى كہنا ہے:

ميرے علم ميں تو اس كا كوئى مخالف نہيں كہ آدمى كو اپنى بيويوں كے مابين عدل و انصاف كرنا چاہيے "

ديكھيں: الام (5 / 280).

اور امام بغوى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اگر آدمی کی ایك سے زائد بیویاں ہوں اور وہ آزاد ہوں۔ چاہے وہ اہل کتاب سے ہوں یا مسلمان۔ تو ان کے مابین تقسیم میں برابری کرنا واجب ہے، اور اگر وہ تقسیم میں برابری نہیں کرتا تو اللہ سبحانہ و تعالی کی مخالفت کر رہا ہے، اور مظلوم عورت کے بارہ میں اس کے مطابق ہی فیصلہ ہوگا "

دیکھیں: شرح السنۃ (9 / 150 ۔ 151).

سوم:

خاوند کے لیے بیوی کی رضامندی و خوشی کے بغیر تنخواہ لینا جائز نہیں، اور پھر شریعتا سلامیہ نے عورت کے لیے مباح کام کاج کرنا مباح قرار دیا ہے، لیکن یہ لازم اور ضروری نہیں کہ وہ ضرور ملازمت کرے، کیونکہ نان و نفقہ تو خاوند پر واجب ہے اور اس مال کی ملکیت بھی عورت کے لیے مباح ہے، اگر وہ اس مال میں سے اپنے خاوند کو دے تو یہ جائز ہے، اور اگر خاوند اپنی بیوی کی اجازت اور خوشی کے بغیر اس کا مال اور تنخواہ لیتا ہے تو یہ حرام ہوگی.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" آپ کے لیے اپنی بیوی کی خوشی و رضامندی کے ساتھ اس کی تنخواہ لینے میں کوئی حرج نہیں، اگر وہ عقلمند ہے، اور اسی طرح ہر وہ چیز جو بیوی آپ کی مدد کے لیے آپ کو دیتی ہے اسے لینے میں بھی کوئی حرج نہیں اگر وہ اسے اپنی مرضی و خوشی سے دیتی ہو اور وہ عقل و رشد بھی رکھتی ہو؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ تمہیں اپنی خوشی و رضامندی سے کچھ دے دیں تو اسے خوشی سے کھاؤ النساء (4).

اگرچہ یہ رسید کے بغیر ہی ہو، لیکن اگر وہ آپ کو اس کی رسید دے دے تو یہ بہتر ہو گا جب آپ اس کے خاندان والوں اور اس کے اقربا سے یہ خدشہ رکھیں یا پھر بیوی کے واپس لینے کا خدشہ رکھتے ہوں "

دیکھیں: فتاوی المراۃ المسلمۃ (2 / 672 ۔ 673).

چہارم:

جب بیوی کو یہ علم ہو کہ اس کی رہائش اور نان و نفقہ اور لباس وغیرہ خاوند کے ذمہ واجب ہے، اور یہ بھی علم ہو کہ خاوند کا اپنی بیویوں کے مابین عدل و انصاف کرنا واجب ہے، اور اسے یہ بھی علم ہو کہ خاوند کے لیے حلال نہیں کہ وہ بیوی کو ملازمت پر مجبور کرے، اسے تنخواہ دینے پر مجبور کرنا بھی حلال نہیں، پھر دیکھے کہ اس کا خاوند ان سب کا مخالف ہے یا اس میں سے کچھ کا مخالف ہے تو بیوی کو اختیار حاصل ہے کہ یا تو وہ اس ظلم پر اس امید سے صبر کرے کہ خاوند اپنی اصلاح کر لےگا، یا پھر وہ شرعی عدالت کے ذریعہ اپنے حقوق کا مطالبہ کر

سکتی ہے.

اور اگر اس کا خاوند اپنی اصلاح نہیں کرتا، یا پھر اسے شرعی عدالت کے ذریعہ اس کے حقوق نہیں ملتے، اور نہ ہی وہ اپنے خاوند کے ظلم پر صبر کر سکتی ہے تو پھر اس صورت میں اسے طلاق کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے، اور خاوند سے اپنے حقوق پورے حاصل کرے.

اس کے ساتھ ساتھ جتنا بھی عورت اپنے خاوند کے ظلم و ستم پر صبر کریگی، اور اپنے گھر کی حفاظت کرتی ہے تو یہ اس کے لیے طلاق حاصل کرنے سے افضل و اولی ہے؛ کیونکہ ہر حالت کی ایک خصوصیت ہے جس کے بارہ میں کوئی رائے ظاہر کرنے سے قبل اس سب کو دیکھنا ضروری ہے.

یہاں عورت کے لیے عقل و دانش رکھنے والے عزیز و اقارب سے مشورہ کرنا چاہیے، یا تو تو حالت صحیح ہو کر وہ عورت اپنی زندگی بہتر طرح بسر کر سکےگی، یا پھر وہ صبر یا طلاق میں سے کوئی ایک چیز اختیار کر لے، اور اگر طلاق طلب کرنے کا کوئی شرعی سبب نہ پایا جاتا ہو تو پھر طلاق لینے سے اجتناب کرنا چاہیے.

ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی تنگی کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

واللہ اعلم .